یاد رفتگاں

حافظ احمد یار مرحوم ۔ ایک سچّے عاشق قرآن

تحریر : حافظ عاکف سعید

زیر نظر مقالہ گزشتہ سال نومبر میں حافظ احمد یار صاحب مرحوم کی یاد میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ کے تحت منعقدہ ایک تقریب میں پیش کیا گیا۔

حضرات محترم! آج کی یہ سنجیدہ اور باوقار محفل اُس مردِ درویش کی یاد میں سجائی گئی ہے جو ایک عالم باعمل، دلِ دردمند کا حامل، خودداری، وضع داری اور شرافت کا پیکر تو تھا ہی، ایک سچا عاشق قرآن بھی تھا۔ اِس مردِ درویش کی شخصیت کا مؤخر الذکر پہلو میرے نزدیک دیگر تمام اوصاف پر بھاری ہے اور مجھے یقین ہے کہ عند اللہ بھی مرحوم کا یہ وصف سب سے زیادہ دلربا اور دلفریب قرار پائے گا۔ برصغیر کی عظیم علمی اور جامع الصفات شخصیت مولانا مناظر احسن گیلانی کے بارے میں اُن کے کسی واقف حال نے بڑے خوبصورت الفاظ کہے تھے کہ ہمارے مولانا کے تو تمام ہی مناظر نہایت حسین ہیں۔ یاد رہے کہ مولانا کا نام مناظر احسن تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کم و بیش یہی معاملہ حافظ احمد یار مرحوم کا بھی تھا۔ چنانچہ حافظ احمد یار مرحوم کی ہمہ صفت شخصیت کے بہت سے دوسرے اَن گنت قابل قدر پہلوؤں کو نظرانداز کرنا اگرچہ میرے لئے بہت مشکل ہے، اور اُن سے مکمل صرفِ نظر کرنا آج کی محفل میں بھی میرے لئے ممکن نہ ہو گا، تاہم آج کی نشست میں وقت کی محدودیت کے پیش نظر میں حافظ صاحب مرحوم کے قرآن حکیم کے ساتھ والہانہ تعلق ہی پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔

حافظ صاحب مرحوم سے میرا پہلا تعارف ۷۳-۱۹۷۲ء میں ہوا جب آپ والد محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی دعوت پر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی پہلی سالانہ قرآن کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ مرحوم سے میرا پہلا تعارف یک طرفہ تھا۔ میں اُن دنوں ہائی سکول کا طالب علم تھا۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے حافظ صاحب مرحوم کے مقالہ کا موضوع تھا "اعجازِ قرآن کے مختلف پہلو"۔ اُن کے مقالے کو

سن کر حافظ صاحب مرحوم کا اوّلین تاثر جو میرے لوحِ قلب پر ابھرا وہ ایک بھاری بھرکم علمی شخصیت کا تھا۔ میرے لئے یہ امر حیران کن تھا کہ وہ اتنے سنجیدہ موضوعات پر گفتگو کے دوران بھی لطافت اور خوش گفتاری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے اور یوں سامعین کی توجہ اور دلچسپی برقرار رہتی تھی۔ سالانہ قرآن کانفرنسوں کے انعقاد کا یہ سلسلہ ۱۴'۱۵ برس جاری رہا۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ لاہور میں ہوتے ہوئے کسی قرآن کانفرنس سے حافظ صاحب مرحوم بغیر کسی شدید مجبوری کے غیر حاضر رہے ہوں۔ یہ قرآنِ حکیم کے ساتھ اُن کے والہانہ تعلق ہی کا مظہر تھا کہ انہیں قرآن کانفرنسوں کے ایک ایسے لازمی مقرر اور مقالہ نگار کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی جس کے بغیر کانفرنس نامکمل اور ادھوری محسوس ہوتی تھی۔

پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ علومِ اسلامیہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد حافظ احمد یار مرحوم ۱۹۸۳ء میں والد محترم کی دعوت پر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے ذیلی ادارے قرآن اکیڈمی کے ساتھ منسلک ہو گئے جہاں پڑھے لکھے (بی اے اور ایم اے پاس) افراد کے لئے عربی زبان اور ابتدائی دینی تعلیم کے دو سالہ کورس کا انہی دنوں اجرا ہوا تھا۔ میں سمجھتا ہوں یہ خدمت قرآن کا شدید جذبہ ہی تھا کہ حافظ احمد یار مرحوم نے بہت سی پُرکشش آفرز کو ٹھکرا کر مرکزی انجمن خدام القرآن اور اس کے ماتحت ادارے "قرآن اکیڈمی" کے ساتھ وابستہ ہونے کو ترجیح دی۔ بعد میں جب مجھے اُن سے زیادہ قریب ہونے کا موقع ملا تو میں نے بارہا اُن کے اس جذبۂ خدمت قرآنی کو اُن کی زبان سے الفاظ کے قالب میں ڈھلتے دیکھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کی خدمت کے حوالے سے مجھے کسی بھی کام میں شرکت کی دعوت دی جائے اور خواہ کہیں بھی بلایا جائے میں جراءتِ انکار کر ہی نہیں سکتا۔ اس جملے کے بین السطور قرآن حکیم کے ساتھ حافظ صاحب مرحوم کے غیر معمولی تعلق کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

قرآن اکیڈمی کے دو سالہ کورس میں وہ طلبہ کو پہلے سال عربی زبان سے بھرپور طور پر روشناس کرانے کے لئے عربی گرامر کی مشہورِ زمانہ کتاب "عربی کا معلم" کے چاروں حصے بالاستیعاب پڑھاتے اور پھر دوسرے سال قواعد عربی کے اجراء کے ساتھ پورے قرآن حکیم کا ترجمہ سبقاً سبقاً پڑھاتے۔ وہ بلاشبہ اس کورس کے روحِ رواں تھے۔ جو طالب علم ایک دفعہ اُن کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کر لیتا کوئی دوسرا اُستاد اُس کی نظروں میں جچتا ہی نہ تھا۔ راقم

السطور کو اگرچہ براہِ راست حافظ صاحب مرحوم سے علمی استفادہ کا زیادہ موقع نہ مل سکا تاہم مرحوم کی قرآن اکیڈمی سے وابستگی کے باعث ۱۹۸۳ء کے بعد سے اُن سے میل ملاقات اور انہیں قریب سے دیکھنے کا بھرپور موقع میسر آیا۔ مرحوم کا اپنے تمام شاگردوں بالخصوص راقم کے ساتھ رویہ نہایت مشفقانہ ہوتا۔ کورس کے طلبہ تو دو سال تعلیم مکمل کر کے رخصت ہو جاتے' لیکن چونکہ راقم قرآن اکیڈمی کے fellow کی حیثیت سے تعلیم و تعلم' تصنیف و تالیف اور دیگر انتظامی ذمہ داریوں کو نبھا رہا تھا للٰہذا راقم کو قریباً روزانہ ہی مرحوم سے ملاقات اور مختلف معاملات میں استفادہ کا موقع ملتا۔ چنانچہ یہ دو طرفہ تعلق جس کا آغاز ۱۹۸۳ء سے ہوا تھا' مرحوم کی زندگی کے آخری سانس تک نہ صرف برقرار رہا بلکہ اس میں مزید اضافہ ہی ہوتا رہا۔

راقم نے محسوس کیا کہ تعلیم و تدریس کے میدان میں مرحوم کی دلچسپی کے اصل موضوعات دو ہی ہیں' ایک عربی زبان اور دوسرے قرآن حکیم۔ کہنے کو یہ دو موضوعات ہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ عربی زبان اور اُس کی تدریس کے ساتھ اُن کے تعلق خاطر کا واحد سبب بھی یہی تھا کہ یہ قرآن کی زبان ہے۔ گویا عربی زبان سے دلچسپی بھی قرآن حکیم ہی کی وجہ سے تھی۔ چنانچہ عربی زبان اور قرآن کا ترجمہ پڑھاتے ہوئے اُن پر ایک عجیب وارفتگی طاری رہتی اور وہ بلا تکان مسلسل گھنٹوں پڑھاتے رہتے تھے۔ نہ خود اُن پر تھکاوٹ طاری ہوتی اور نہ ہی طلبہ میں بوریت کا احساس پیدا ہوتا۔ تدریس (teaching) میں اُن کا stamina بے مثال تھا۔ مزاج میں شگفتگی کا یہ عالم تھا کہ مرحوم عربی گرامر پڑھا رہے ہوں یا ترجمہ قرآن' دورانِ تدریس انہیں موقع و موضوع کی مناسبت سے نہایت مناسب حال لطیفے سنانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی تھی۔ شاید کئی کئی گھنٹے لگاتار عربی زبان اور ترجمہ قرآن پڑھنے کے باوجود طلبہ کے بور نہ ہونے کا ایک ظاہری سبب بھی یہی تھا۔

اُن کی یادداشت اور استحضارِ ذہنی بلا کا تھا۔ ہر موقع و حال کی مناسبت سے وہ کوئی نہ کوئی لطیفہ سنانے کی نہ صرف قدرت رکھتے تھے بلکہ اِس کا عملی مظاہرہ بھی کرتے تھے۔ سکھوں کے لطیفے بالخصوص انہیں بکثرت یاد تھے۔ بر محل اور بر موقع لطیفہ سنا کر محفل کو بھی کشت زعفران میں تبدیل کرتے اور خود بھی محظوظ ہوتے۔ ایسے موقعوں پر اُن کا تصنع سے پاک بے ساختہ قہقہہ جس میں ایک عجیب معصومانہ کھنک ہوتی تھی' لطیفے کے لطف کو دوبالا کرنے کا

باعث بنتا تھا۔

مرحوم کی شگفتہ مزاجی کے حوالے سے ایک واقعہ سنانا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔ ۸۸-۱۹۸۷ء کے سیشن میں ہم نے طے کیا کہ حافظ صاحب مرحوم کے لیکچرز کی آڈیو ریکارڈنگ کا اہتمام کیا جائے' تاکہ قرآن اکیڈمی لاہور کے طرز پر پاکستان کے دوسرے شہروں میں قائم اداروں میں بھی اُن سے استفادہ کیا جاسکے۔ پیش نظر یہ بھی تھا کہ دیگر مدرسین حضرات ان cassettes سے رہنمائی حاصل کر کے ترجمہ قرآن کی تدریس کا کام احسن طریقے پر سرانجام دینے کے قابل ہو سکیں۔ حافظ صاحب مرحوم کو جب یہ بتایا گیا کہ ہم مکمل ترجمہ قرآن ریکارڈ کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح تو مجھے بہت محتاط ہونا پڑے گا' ورنہ میرے لطیفے بھی ریکارڈ ہو جائیں گے' اتنے محتاط اور سنجیدہ انداز میں پڑھانا تو میرے لئے مشکل ہو گا۔ لیکن حافظ صاحب کو ہم نے دلائل سے قائل کر ہی لیا کہ اس طرح قواعد گرامر کے اجراء کے ساتھ ترجمہ قرآن ریکارڈ ہونے سے اس کی افادیت کا دائرہ بہت وسیع ہو جائے گا۔ ترجمہ قرآن کے لیکچرز کی ریکارڈنگ کے دَوران شروع کے دو چار دن تو حافظ صاحب مرحوم نے ضبط کیا' لیکن پھر یہ کہہ کر حسب سابق لطیفوں کا آزادانہ استعمال شروع کر دیا کہ ''اب یہ لطیفے بھی ساتھ ہی ریکارڈ ہوتے ہیں تو ہو جائیں' میں ایسے مصنوعی ماحول میں نہیں پڑھا سکتا۔''

حافظ صاحب مرحوم کے ترجمہ قرآن پر مشتمل لیکچرز ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹے کے ۱۸۹ آڈیو کیسٹوں میں بمشکل سما سکے ہیں۔ بلاشبہ یہ کیسٹ طالبانِ علمِ قرآن کے لئے ایک اہم کلید اور نعمت عظمیٰ کا درجہ رکھتے ہیں۔ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور اور قرآن اکیڈمی کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے اس وقیع علمی اثاثے کو محفوظ رکھنے کا سامان کیا۔

حافظ صاحب مرحوم کے قرآن حکیم کے ساتھ عشق اور والہانہ تعلّقِ خاطر کا سب سے بڑا مظہر ۱۹۸۹ء کے ماہِ رمضان میں قرآن اکیڈمی میں دورۂ ترجمہ قرآن کی تکمیل ہے۔ مجھے اس جملے کی وضاحت کے لئے اِس واقعے کا پس منظر قدرے وضاحت سے بیان کرنا ہو گا۔ ۱۹۸۴ء کے ماہِ رمضان میں والد محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے جو خود بھی قرآن کے خادمین اور عاشقین میں نمایاں مقام کے حامل ہیں' نماز تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمہ قرآن کی ایک درخشاں روایت کا آغاز کیا۔ تراویح کی ہر چار رکعت سے قبل اُن میں پڑھی جانے والی آیات

کا مکمل ترجمہ اور مختصر تشریح کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس طرح روزانہ ایک پارے بلکہ سوا پارے کا بیان گرمیوں کی مختصر راتوں میں سحری کے وقت تک جاری رہتا۔ ۱۹۸۵ء میں بھی محترم والد صاحب نے پورا رمضان اسی شان سے بسر کیا اور ماہ رمضان کے اندر اندر ترجمہ قرآن کا دورہ مکمل کیا۔ اس پروگرام کی افادیت اور شرکاء کے ذوق و شوق کو دیکھتے ہوئے اسے قرآن اکیڈمی کی مستقل روایت کا درجہ دے دیا گیا۔ ۱۹۸۶ء میں محترم والد صاحب نے کراچی میں دورۂ ترجمۂ قرآن کا پروگرام بنایا تو یہ مسئلہ ایک بہت بڑے سوالیہ نشان کی صورت میں سامنے آیا کہ اب قرآن اکیڈمی لاہور میں ماہِ رمضان میں دورۂ ترجمہ قرآن کون کرائے؟ محترم ڈاکٹر صاحب کی نگاہِ انتخاب حافظ صاحب مرحوم پر پڑی۔ حافظ صاحب سے جیسے ہی اس معاملے کا ذکر ہوا اُنہوں نے بلا تامل آمادگی ظاہر کر دی اور ۶۶ سال کی عمر میں نوجوانوں جیسی ہمت اور فرزانوں جیسے ذوق و شوق کے ساتھ پورے ایک ماہ پر محیط اس نہایت مشقت طلب ذمہ داری کو نہایت عمدگی سے نبھایا اور تشنگانِ علم قرآن کو سیراب کیا۔ اس کے بعد رمضان ۱۹۸۹ء میں دوبارہ یہی صورت پیش آئی۔ محترم والد صاحب اس ماہِ رمضان میں پاکستان سے باہر تھے۔ چنانچہ حافظ احمد یار صاحب مرحوم کو دوبارہ زحمت دی گئی۔ لیکن ان دنوں حافظ صاحب مرحوم ایک انتہائی تکلیف دہ عارضہ میں مبتلا تھے' ان پر شدید نوعیت کے ULSARIAL COLITUS کا حملہ ہوا تھا۔ بڑی آنت کی اس سوزش کے باعث انہیں ۲۴ گھنٹے کے دوران بلا مبالغہ بیسیوں بار باتھ روم جانے کی حاجت ہوتی تھی۔ مرض کے طول پکڑ جانے کے باعث ضعف اور نقاہت طاری رہتی تھی۔ دورۂ ترجمہ قرآن جیسی بھاری اور حساس ذمہ داری کا کیا سوال' میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ایسے حالات میں کوئی شخص ہلکی سے ہلکی اور خفیف سے خفیف ذمہ داری قبول کرنے پر بھی آمادہ نہیں ہو سکتا' لیکن آفرین ہے اُس عاشق قرآن پر کہ اُس انتہائی تکلیف دہ اور پریشان کن عارضہ کے ساتھ پورے ماہِ رمضان پر محیط اس انتہائی کٹھن پروگرام کو اس خوش اسلوبی سے نبھایا کہ عام لوگوں کو اِس بات کا احساس تک نہ ہوا کہ مرحوم کسی بھی اعتبار سے علالت کا شکار ہیں۔ ہاں قریبی لوگ جو اُن کے اس تکلیف دہ عارضے اور اذیت ناک صورتِ حال سے آگاہ تھے' حافظ صاحب مرحوم کے اس جذبۂ بے اختیار شوق کو دیکھ کر حیران و ششدر رہتے تھے کہ جس نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا تھا۔ ہم نے اس وقت اعجازِ قرآنی کا یہ منظر بھی دیکھا کہ اگرچہ عام حالات میں

حافظ صاحب کو اوسطاً دس پندرہ منٹ کے بعد لازماً ٹائلٹ جانے کی حاجت ہوتی، لیکن عجیب بات تھی کہ ہر چار رکعت تراویح سے قبل قرآن کا ترجمہ کرتے ہوئے ان کا بیان ۳۵ منٹ پر محیط ہوتا' اور جتنا عرصہ اُن کا بیان جاری رہتا تھا اُنہیں حاجت نہ ہوتی' لیکن بیان کے مکمل ہوتے ہی انہیں اضطراری طور پر باتھ روم جانا پڑتا۔

حضراتِ محترم! اس غیر معمولی تکلیف کے ساتھ مسلسل تیس دن روزانہ پانچ پانچ گھنٹے پر محیط پروگرام کو نبھانا ایک معجزے سے کم نہ تھا۔ یہ معجزہ بلاشبہ ان کے والہانہ شوق اور عشق قرآنی کا مرہونِ منت تھا۔ یہ بات دعوے کے ساتھ کہنے کی تو نہیں' لیکن میں کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مجھے اللہ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ قرآن حکیم کے ساتھ والہانہ تعلق کا یہ ایک واقعہ بھی ان کی نجات کے لئے کافی ہوگا اور اُن کا شمار ان خوش نصیبوں میں ہوگا کہ جن کے بارے میں ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب قرآن سے فرمائے گا قرآن پڑھتا جا' جتنی دیر وہ قرآن پڑھتا رہے گا اس کے درجات بلند ہوتے رہیں گے اور اس کا مقام و مرتبہ اس کی تلاوت کی ہوئی آخری آیت پر متعین ہوگا۔

مجھے اس امر کا شدّت سے احساس ہے کہ میری یہ تحریر ''لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم'' کے مصداق طول پکڑتی جا رہی ہے۔ تاہم میں یہاں خدمت قرآنی کے ضمن میں حافظ صاحب مرحوم کی ایک اور بلند پایہ علمی کاوش کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ فہم قرآن کو عام کرنے اور عربی گرامر کے اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قرآن حکیم کے الفاظ و آیات کے مفہوم کو اخذ کرنے کی صلاحیت کو پروان چڑھانے کی خاطر حافظ صاحب مرحوم نے ''لغات و اعرابِ قرآن'' کے نام سے ایک نہایت مفید علمی خدمت کا آغاز کیا تھا' جو مرکزی انجمن خدام القرآن کے ماہانہ جریدے حکمت قرآن میں سالہا سال تک قسط وار شائع ہوتا رہا۔ حافظ صاحب مرحوم کے قریبی حلقہ احباب میں شامل افراد سے یہ بات مخفی نہ ہوگی کہ حافظ صاحب مرحوم نے خدمت قرآنی کی خاطر اپنی جولانی طبع کے لئے جس میدان کا انتخاب کیا تھا وہ تھا ''رسم قرآنی اور علاماتِ ضبط''۔ حفاظت متن قرآنی کے اعتبار سے بلاشبہ یہ موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ لیکن یہ ایک ایسا Speacialised field ہے جس میں ہاتھ ڈالنے کے لئے بے پناہ فنی مہارت ہی نہیں وسعت مطالعہ اور وسعت نظر بھی درکار ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ کام خواص کا نہیں بلکہ اخص الخواص کے کرنے کا ہے۔ الحمدللہ کہ حافظ صاحب اس کام کے لئے درکار

تمام ضروری اوصاف اور فنی مہارت سے پورے طور پر متصف تھے۔ ان کے خصوصی ذوق و شوق کی بدولت اس موضوع پر ان کے پاس کثیر علمی مواد جمع ہو گیا تھا جس میں اس موضوع پر ایسی نادر تصانیف بھی شامل تھیں کہ جن کے حصول کے بارے میں کوئی ہم جیسا عام شخص سوچ بھی نہیں سکتا۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ اس موضوع پر انہیں ایک اتھارٹی کا درجہ حاصل تھا' اور اس پہلو سے عالم اسلام کے ان نامور سکالرز میں ان کا شمار ہوتا تھا جو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں تو غلط نہ ہو گا۔ گویا اس اعتبار سے وہ لاکھوں میں سے نہیں کروڑوں میں سے ایک تھے۔ ان کی فنی مہارت کا یہ عالم تھا کہ رسم قرآنی کے اعتبار سے وہ عالم عرب میں شائع ہونے والے اُن قرآنی نسخوں میں بھی رسم الخط کی اغلاط کی نشان دہی کرتے تھے جو مصر اور سعودی عرب کی حکومت نے بڑے ادعاء کے ساتھ اور باہتمامِ خاص شائع کئے تھے۔ چنانچہ اس سارے مواد اور علمی اثاثے کو سمیٹ کر اُردو زبان میں کتابی صورت میں مرتب و مدون کرنا محال ہو گیا۔ علامات ضبط اور رسم قرآنی کے موضوع پر حافظ صاحب مرحوم کے متعدد علمی مقالات تو پاکستان کے چوٹی کے جرائد میں شائع ہوئے' لیکن اس موضوع پر ایک مبسوط کتاب مرتب کرنے کا خواب شرمندۂ تکمیل نہ ہو سکا۔ اس خواب کے شرمندۂ تکمیل نہ ہونے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اپنی عمر کے آخری حصے میں یعنی ۱۹۸۹ء سے انہوں نے "لغات و اعرابِ قرآن" کی ترتیب و تسوید کا آغاز کر دیا تھا۔ اس کام کی ضرورت و اہمیت کا احساس انہیں قرآن اکیڈمی میں عربی زبان اور ترجمہ قرآن کی تدریس کے دوران ہوا۔ اس اہم کام کی جانب انہیں راغب کرنے میں راقم کی کوششوں کو بھی دخل حاصل ہے۔ بہرکیف یہ اردو زبان میں اپنی نہج کا منفرد اور اچھوتا کام ہے کہ جس میں قرآن کے ہر ہر لفظ کو جسے عربی میں کلمہ کہتے ہیں' چار انداز سے زیر بحث لایا گیا ہے۔ (۱) لغت (۲) اعراب (۳) رسم الخط (۴) علاماتِ ضبط۔ حافظ صاحب مرحوم کے تبحر علمی اور وسعت مطالعہ کا یہ نتیجہ تھا کہ یہ کام غیر معمولی طور پر وسعت اختیار کر گیا۔ یہ کام ابھی ابتدائی مراحل میں تھا کہ اللہ کی طرف سے ان کا بلاوا آ گیا اور وہ اپنی حیات میں اس کام کو سورۃ البقرۃ کے ۱۳ویں رکوع سے آگے نہ بڑھا سکے' لیکن اس کام کی وسعت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کے ابتدائی ۱۳ رکوع کی لغوی اور اعرابی بحث پر مشتمل یہ عظیم کام ماہنامہ "حکمت قرآن" میں ۹۳ اقساط میں مکمل ہوا' جن کے صفحات کی مجموعی تعداد ۱۶۰۰ بنتی ہے۔ میں یہاں یہ

عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ لغات و اعرابِ قرآن کے نام سے جس عظیم علمی کام کا بیڑا حافظ صاحب مرحوم نے اٹھایا تھا اس کام کو آگے بڑھا کر منزلِ مقصود تک پہنچانے والا کوئی باہمت تا حال سامنے نہیں آسکا' حالانکہ حافظ صاحب مرحوم نے اس عظیم کام کے حوالے سے ۱۶۰۰ صفحات مرتب فرما کر گویا اس کے خطوط اور نشاناتِ راہ کی نشان دہی وضاحت کے ساتھ فرمادی تھی کہ اب اس کام کو انہی خطوط پر آگے بڑھانا اتنا دشوار نہیں رہا۔ لغات و اعرابِ قرآن کے اس نامکمل کام کو حافظ صاحب مرحوم کے بعد اسی والہانہ انداز میں آگے بڑھانے کے حوالے سے غالب کا یہ شعر بار بار میرے ذہن میں گونجتا ہے کہ ؎

کون ہوتا ہے حریف مئے مرد افگن عشق
ہے مکرر لبِ ساقی پہ صلا میرے بعد

رسم قرآنی اور علاماتِ ضبط کا ذکر چھڑا ہے تو قرآن حکیم کے حوالے سے حافظ صاحب کے ایک اور شوق کا ذکر بھی بے محل نہ ہو گا۔ حافظ صاحب مرحوم کو قرآن حکیم کے مختلف اور متنوع نسخے حاصل کرنے کا بھی جنون کی حد تک شوق تھا۔ قرآن مجید کا ہر وہ نسخہ جو کتابت' طباعت یا رسم کے اعتبار سے کسی امتیازی خصوصیت کا حامل ہو اُسے ہر قیمت پر حاصل کرنا اور اپنی لائبریری کی زینت بنانا اُن کے نزدیک فرض اور واجب سے کم نہیں تھا۔ ان کی لائبریری اس اعتبار سے ایک قرآنک میوزیم قرار دی جاسکتی ہے کہ تاج کمپنی اور انجمن حمایت اسلام کے شائع شدہ قرآن حکیم کے خصوصی قدیمی ایڈیشنز سے لے کر سعودی عرب' مصر' مراکش اور افریقہ و یورپ کے بے شمار ممالک کے شائع شدہ قرآن ان کی لائبریری کا حصہ ہیں۔ بعض کے رسم الخط ایسے عجیب و غریب اور ہمارے لئے اس درجے نامانوس ہیں کہ ان کو پڑھتے ہوئے دانتوں پسینہ آتا ہے۔ بعض قرآنی نسخے ایسے بھی ہیں کہ جن میں اختلافِ قراءت کا لحاظ کرتے ہوئے عام معروف روایت یعنی روایت حفص سے ہٹ کر کسی دوسری روایت کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ چنانچہ دوری اور ورش کی روایت کے مطابق کتابت شدہ بعض نادر افریقی نسخے بھی اُن کی لائبریری کی زینت ہیں۔

اسی طرح حافظ صاحب مرحوم کو عالم اسلام کے چوٹی کے قراء کی قراءت کے ریکارڈ جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ قاری عبدالباسط' شیخ محمود خلیل الحصری اور شیخ صدیق منشاوی کے علاوہ بعض دیگر نسبتاً غیر معروف مصری قراء کی تلاوت کے ریکارڈ بھی اُن کی لائبریری میں

شامل ہیں۔ حافظ صاحب مرحوم کا شوق محض collection تک ہی محدود نہ تھا' بلکہ وہ بڑے اہتمام کے ساتھ تلاوت کے ان ریکارڈز کو سنتے اور خود بھی باقاعدہ تلاوت کا اہتمام کرتے تھے۔ ان کا یہ معمول تھا کہ وہ رمضان المبارک کے دوران بالخصوص اور روزانہ کی تلاوت میں بالعموم اس امر کا اہتمام کرتے کہ اپنی لائبریری میں موجود قرآن حکیم کے ہر نسخے کو باری باری اس ترتیب سے پڑھا جائے کہ قرآن کا کوئی بھی نسخہ ایسا نہ رہ جائے کہ جس سے انہوں نے تلاوتِ قرآنی میں استفادہ نہ کیا ہو۔ گویا وہ قرآن کے ہر نسخے کا یہ حق سمجھتے تھے کہ اس کی فرداً فرداً تلاوت کی جائے۔

میں حیران ہوں کہ حافظ صاحب مرحوم کے قرآن حکیم کے ساتھ والہانہ تعلق کے بیان کا حق بھی میں تاحال کسی درجے میں بھی ادا نہیں کر پایا اور مجھے تو ابھی ان کی شخصیت کے بہت سے ایسے پہلوؤں پر روشنی ڈالنی تھی جو بحیثیت انسان ان کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت اور ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ وقت کی تنگی کے پیش نظر اِس موضوع پر مزید تفصیلات کو آئندہ کسی نشست کے لئے ادھار رکھتے ہوئے میں صرف چند جملوں میں ان کی شخصیت کے اُن نمایاں خدوخال کا ذکر کرنے پر اکتفا کروں گا جس کی طرف اشارہ میں نے اپنی گفتگو کے آغاز میں اجمالاً کیا تھا۔

حافظ صاحب مرحوم اگرچہ اپنے علم و فضل کے اعتبار سے پاکستان کے چوٹی کے چند افراد میں شمار کئے جانے کے لائق تھے لیکن وہ مزاجاً شہرت اور نام و نمود سے دور بھاگنے والے انسان تھے۔ تکبر اور غرور کا کوئی شائبہ تک بھی اُن کی شخصیت میں تلاش نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ انتہائی سادہ مزاج کے حامل اور حقیقی معنوں میں ایک درویش صفت انسان تھے۔ وہ ایک علم دوست انسان اور عالم باعمل تھے۔ قرآن سے تعلق کی بدولت انہیں اللہ کی ذات پر گہرا یقین حاصل تھا اور اُسی پر وہ توکل اور بھروسہ کرتے تھے۔ علم و فضل میں ممتاز مقام حاصل کرنے کے باوجود اُن کا رویہ آخری عمر تک طالب علمانہ رہا۔ اور یہی ان کی علمی ترقی اور عروج کا اصل راز تھا۔ وہ ایک انتہائی خوددار اور انتہائی وضع دار انسان تھے۔ وہ نہایت خلیق' ملنسار اور مہمان نواز تو تھے ہی' ایک انتہائی شفیق باپ بھی تھے۔ مجھے یقین ہے کہ اپنی بیٹیوں کی پرورش اور تربیت کے ضمن میں آنحضور ﷺ کا فرمان اُن کے پیش نظر تھا کہ جس میں اس شخص کے لئے خصوصی بشارت کا ذکر ہے جو اپنی بیٹیوں کی پرورش اور تربیت پر خصوصی

توجّہ دے۔ ان کے اوصافِ حمیدہ میں سے ہر ایک کے بارے میں تفصیلات درج کرنے کیلئے میرا قلم مچل رہا ہے' لیکن میں سردست اسے روک کر علامہ اقبال کے اس شعر پر اپنی گفتگو کا اختتام کرتا ہوں جو اِس عاشق قرآن کی شخصیت کے اوصاف و محاسن کا نہایت عمدگی اور جامعیت کے ساتھ احاطہ کرتا ہے کہ ؏

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مؤمن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن!

اللہ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کے قرآن کے ساتھ والہانہ تعلق اور ان کی خدمتِ قرآنی کو شرفِ قبول عطا فرماتے ہوئے ان کی خطاؤں کو معاف فرمائے اور انہیں اپنے جوارِ رحمت میں اس طور سے جگہ عطا فرمائے کہ جنّت میں ان کے درجات بلند سے بلند تر ہوتے چلے جائیں۔ اور ہمیں بھی اس جذبۂ بے اختیار شوق کا کوئی حصّہ عطا فرمادے جو مرحوم کی ہر ہر ادا سے جھلکتا نظر آتا ہے۔ آمین یاربّ العالمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قارئین واحباب نوٹ فرمالیں!

پاکستان ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والا' امیر تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد کا پروگرام "حقیقت دین"

اب ہفتہ میں دوبارہ دیکھا جا سکتا ہے :

i) جمعرات شام سوا چھ بجے پی ٹی وی ورلڈ پر
ii) اتوار صبح ساڑھے نو بجے پی ٹی وی پر